لایعنی باتوں سے پرہیز

مولانا اشرف علی تھانویؒ

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:
مِنْ حُسْنِ اِسْلَامِ الْمَرْءِ تَرْکُهٗ مَالَا یَعْنِیْهِ
انسان کے اسلام کی خوبی یہ ہے کہ لایعنی (غیر مفید) چیز کو ترک کر دے۔

اس ارشادِ نبویؐ کو پڑھنے کے بعد خیال ہوتا ہے کہ یہ کون سی خاص ضرورت کی بات ہے' نہ اس میں کسی ثواب کا ذکر ہے' نہ عذاب کا وعدہ اور نہ کسی کام کا حکم۔ لیکن حضورؐ کی تعلیم میں یہی خوبی ہے کہ بڑے بڑے مہلک امراض کا علاج نہایت معمولی باتوں میں کر دیتے ہیں۔ یہ بہ ظاہر معمولی بات ہے لیکن اس کو بجا لانے میں جو منافع ہیں اور ترک میں جو نقصان ہیں' ان کو معلوم کر کے اس کی ضرورت و اہمیت واضح ہو گی۔ اس تعلیم سے بڑی غفلت ہے اور عوام و خواص سب کو ہے۔ گناہ سے تو سب کو ندامت ہوتی ہے لیکن "لایعنی امور" کا ارتکاب کر کے کسی کو ندامت نہیں ہوتی۔ چنانچہ غیبت کر کے پچھتاوا ہوتا ہے مگر ہنسی دل لگی کر کے کوئی نہیں پچھتاتا کہ اے اللہ میں نے فضول وقت ضائع کیا۔

افعال کی تین قسمیں ہیں۔ ایک' وہ جو نافع ہیں' خواہ دین میں یا دنیا میں' ان کا کرنا ضروری ہے۔ دوسرے' وہ جو مضر ہیں' دنیا میں یا آخرت میں' ان کا ترک ضروری ہے۔ تیسرے' وہ جن میں نہ دنیا و دین کا نفع ہے نہ ترک میں نقصان ہے۔ یہ قسم "لایعنی" ہے۔

لہٰذا جو امور نافع ہیں ان کو چھوڑنے کو کوئی نہیں کہتا۔ البتہ وہ ایسے ہونے چاہییں جن سے شریعت میں روکا نہ گیا ہو۔ مثلاً ایک شخص کسی سے سودا کر رہا ہے' اپنا مال دکھا رہا ہے اور وہ جھک جھک کر رہا ہے۔ اگر اس میں ایک گھنٹہ بھی لگ جائے تو کچھ حرج نہیں بشرطیکہ جھوٹ اور فریب سے احتراز کیا جائے۔ ایک شخص اپنا اور بال بچوں کا پیٹ پالنے کے لیے امرود کا ٹوکرا سر پر رکھے صدا لگاتا پھرے تو اس کو وہی ثواب ملے گا جو اللہ اللہ کرنے میں ہے۔ ایک پہرے دار رات بھر "جاگو' جاگو" کہے تو یہ بھی ضروری کام میں داخل ہے بلکہ اگر وہ پہرہ چھوڑ کے نفلیں پڑھنے لگے تو وہ خائن ہے۔

دوسری قسم کے افعال جن کا نقصان معلوم ہے، ان سے بچنے کا سبھی اہتمام کرتے ہیں۔ لیکن تیسری قسم یعنی "لایعنی امور" سے بچنے کی کسی کو فکر نہیں ہوتی۔ تسبیح ہاتھ میں ہے لیکن ساتھ ہی ہنسی دل لگی بھی ہو رہی ہے۔ فضول باتوں سے قلب میں وہ ظلمت پیدا ہوتی ہے جس سے ذکر کا سارا اثر دھل جاتا ہے۔ میں حرمت کا فتویٰ نہیں دیتا۔ فتویٰ تو گناہوں سے بچنے کا ہی دیا جاتا ہے۔ لیکن غور طلب بات ہے کہ جن باتوں سے بچنے کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلام کا حسن قرار دیا ہے، ان کو کرنے میں کیا نقصان ہے؟ وہ حرام اور گناہ نہیں ہیں لیکن حرام اور گناہ کا ذریعہ بن جاتی ہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ کثرت کلام دل کو سخت کر دیتی ہے اور زیادہ ہنسنے سے دل مردہ ہو جاتے ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ "لایعنی باتوں" سے دل مردہ ہو جاتا ہے اور نور جاتا رہتا ہے۔ نور قلب زائل ہونے سے طاعت کا شوق کم ہوتا ہے اور ہمت میں پستی آ جاتی ہے اور جہاں شوق و ہمت میں کمی آئی وہیں گناہوں کا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے۔ کیونکہ گناہوں سے بچنے کے لیے دو چیزوں کی ضرورت ہے: ایک شوق و محبت، دوسرے ہمت۔ آخر کچھ وجہ تو ہے کہ ہمارے ہاں عمل میں بہت کوتاہی ہے۔ نمازیں بھی پڑھتے ہیں، وضو بھی کرتے ہیں لیکن گناہ بھی کثرت سے کرتے ہیں۔ اس کی یہی وجہ ہے کہ نماز اور وضو سے قلب میں جو نور پیدا ہوتا ہے، وہ "لایعنی امور" سے زائل ہو جاتا ہے۔

یہ "لایعنی امور" بھی تین طرح کے ہیں:

ایک، اقوال یعنی فضول باتیں۔ وقت گزارنے کے لیے دنیا بھر کی باتیں کرنے بیٹھ جائیں۔ اس میں ایک قابل غور چیز فضول قسم کے سوالات اور مسائل میں الجھنا بھی ہے، مثلاً ایک شخص نے ایک بزرگ سے سوال کیا کہ حضرت علیؓ اور حضرت معاویہؓ میں آپ کے نزدیک کون حق پر تھا؟ فرمایا: میں تمھیں یقین دلاتا ہوں کہ قیامت کے دن تم سے اس کے متعلق کوئی سوال نہ ہو گا۔ اسی طرح لوگوں کا مشغلہ ہوتا ہے کہ بیماری، فساد وغیرہ میں بجائے اس کے کہ مجلسوں میں بیٹھ کر خوف الٰہی کے تذکرے کریں اور اپنے اعمال کی اصلاح کی فکر کریں، لایعنی قصے لے بیٹھتے ہیں، آج اتنی موتیں ہوئیں، فلاں جگہ یہ ہوا، فلاں پر یہ گزری، اس قسم کی باتوں کا کوئی فائدہ نہیں۔

دوسری قسم، لایعنی افعال ہیں یعنی فضول کاموں میں مشغول ہونا۔ مثلاً ناول اور جھوٹے سچے قصے پڑھنا۔ اس سلسلے میں الاھم فالاھم کا اصول ضرور پیش نظر رہنا چاہیے۔ انسان میں حکمت و سلیقہ ہو تو خود بخود یہ باتیں محسوس ہونے لگتی ہیں کہ کون سا کام مقدم ہے، کس کی زیادہ ضرورت ہے، کس کی کم۔ زیادہ اہم کام کی موجودگی میں کم اہم کام ترک کرنا لازم ہو جاتا ہے۔ کسی کو نماز سکھانے کے لیے وظیفہ ترک کر دینا چاہیے۔

تیسری قسم، لایعنی اموال سے متعلق ہے۔ اس کی صورت یہ ہے کہ ضرورت سے زیادہ مال حاصل کرنے کی فکر میں لگے رہیں۔ یعنی ایک ذریعہ معاش موجود ہے لیکن بڑے پیمانے پر کارخانہ جاری کرنا چاہتے ہیں۔

یہ بات سمجھنا بھی ضروری ہے کہ کبھی "لایعنی امور" بھی ضروری ہو جاتے ہیں۔ مثلاً امام غزالیؒ نے لکھا ہے کہ جب ذکر سے دل اکتا جائے تو ذاکر پر تھوڑی دیر ہنسنا بولنا بھی واجب ہے۔ حدیث میں ہے کہ جب نماز پڑھتے پڑھتے نیند آنے لگے تو سو جاؤ۔

مختصر یہ کہ ہر پہلو کو سامنے رکھتے ہوئے اس حدیث پر عمل کیا جائے تو دل میں ایسا نور اور اطمینان رہے گا کہ اس دولت کے سامنے سلطنت بھی ہیچ معلوم ہو گی۔ کیونکہ اصل راحت اسی کا نام ہے کہ دل کو چین و سکون ہو۔ اللہ تعالیٰ ہمیں عمل کی توفیق دے۔ (الابقاء، شمارہ ۶، جلد ۴۹، رجب ۱۳۹۸ھ)

(تدوین: عارفہ اقبال)

دعوتی کام کرنے والے کارکنوں کے لیے خوبصورت تحفہ

شعورِ حیات

مولانا محمد یوسف اصلاحی

مؤثر اندازِ تحریر —— تربیت اور تزکیے کے لیے انتہائی مفید

● نئے خوبصورت ٹائیٹل کے ساتھ ● کمپیوٹرائزڈ کتابت

جلد اول: ۔/39 روپے جلد دوم: ۔/39 روپے

البدر پبلی کیشنز، 23 - راحت مارکیٹ، اردو بازار لاہور 54000